Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۷/۴۲ | اتوار۔ ۱۵ شوال ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹ شہادت ۱۳۷۱ہش۔ ۱۹ اپریل ۱۹۹۲ء | نمبر ۹۰

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"ضروری بات خدا شناسی ہے کہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور جزا سزا پر ایمان ہو۔ اسی کی کمی سے دنیا میں فسق و فجور ہو رہا ہے لوگوں کی توجہ دُنیا کی طرف اور گناہوں کی طرف بہت ہے دن اور رات یہی فکر ہے کہ کسی طرح دنیا میں دولت، وجاہت عزّت ملے۔ جس قدر کوشش ہے خواہ کسی پیرایہ میں ہی ہو مگر وہ دُنیا کے لئے ہے۔ خدا تعالیٰ کے لئے ہرگز نہیں۔ دین کا اصل لُب اور خلاصہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر سچّا ایمان ہو۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۴۶)

"انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عُمر بڑھائے اور لمبی عُمر پائے تو اُس کو چاہیئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا۔

پس عمر بڑھانے کا اس سے بہتر کوئی نسخہ نہیں ہے کہ انسان خلوص اور وفاداری کے ساتھ اعلاءِ کلمۂ دینِ حق میں مصروف ہو جاوے اور خدمتِ دین میں لگ جاوے۔ اور آج کل یہ نسخہ بہت ہی کارگر ہے کیونکہ دین کو آج ایسے مخلص خادموں کی ضرورت ہے۔ اگر یہ بات نہیں ہے تو پھر عمر کا کوئی ذمہ دار نہیں ہے۔ یُونہی چلی جاتی ہے۔" (ملفوظات جلد سوم صفحہ ۵۶۳)

انعام یافتہ راستوں پر چلنے کی دُعا کریں

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"جب ہم کہتے ہیں کہ اے خدا! ہمیں انعام یافتہ رستوں پر چلنے والوں میں سے بنا دے تو در اصل یہ دُعا مانگ رہے ہیں کہ اے خدا! ہمیں ایسا بنا دے کہ والدین کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ ان کی دُعائیں لینے والے ہوں اور سب اقرباء سے حُسن سلوک کرنے والے ہوں اور یتیموں کا خیال رکھنے والے ہوں۔ مسکینوں سے حُسنِ سلوک سے پیش آنے والے ہوں اور تیرے سب بندوں سے نرمی کی گفتگو کرنے والے ہوں۔ ہماری گفتگو میں حُسن ہو، کراہت کی بات نہ ہو۔ وہ لوگ جو گھر میں ایک دوسرے سے نرمی کی بات نہیں کرتے۔ ان سے عام دنیا میں کم توقع کی جاتی ہے کہ وہ نرمی کی گفتگو برتتے ہوں گے لیکن بعض ایسے ظالم بھی ہیں کہ دوستوں سے نرم اور اپنے گھر والوں سے سخت حالانکہ مضمون والدین اور اقرباء اور نزدیک کے رشتے داروں کے ذکر سے شروع ہوتا ہے۔ پس ایسی نرمی جو دوستوں کے لئے ہو اور گھر والوں کے لئے نہ ہو اس نرمی کا ان لوگوں کے ذکر میں کہیں شمار نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ نے مراتب کے لحاظ سے نیکیوں کا ذکر فرمایا۔ پس جب ہم کہتے ہیں (ہمیں سیدھے راستے پر چلا ان لوگوں کے راستے پر جن پر تُو نے انعام کیا) تو ان چھوٹی چھوٹی باتوں پر بھی تو نگاہ رکھیں۔ اگر ان پر نگاہ نہیں رکھیں گے تو بڑی باتوں کا نہ حق ادا کر سکتے ہیں نہ بڑی باتیں مانگنے کی جرأت کر سکتے ہیں اور جب بھی آپ بڑے بڑے مضامین کو سوچ کر اپنے دل کو ٹٹولیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ کی دعاؤں میں طاقت نہیں ہے کہ ان مضامین

باقی صفحہ ۳ پر

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ و امیر مقامی کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

ربوہ۔ ۱۸ اپریل۔ مکرم ڈاکٹر لطیف احمد صاحب قریشی فضل عمر ہسپتال۔ ربوہ نے آج پونے بارہ بجے قبل دوپہر محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی صحت کے متعلق درج ذیل رپورٹ بھجوائی ہے۔

"ضعف بہت ہے۔ البتہ ہچکی کی تکلیف اب ٹھیک ہو گئی ہے۔ دل کی حالت بھی بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ احباب محترم صاحبزادہ صاحب کی شفائے کاملہ اور درازیٔ عمر کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

یوم تحریک جدید ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک منایا جائے

۱۔ امراء وصدر صاحبان کی خدمت میں درخواست ہے کہ مجلس مشاورت ۱۹۹۱ء کے فیصلہ کی تعمیل میں دوسرا یوم تحریک جدید ۲۴ اپریل ۱۹۹۲ء بروز جمعۃ المبارک منانے کا اہتمام فرمائیں۔ اپنی سہولت اور حالات کے مطابق جلسے منعقد کر کے نیز اس دن خطبہ جمعہ میں بھی احباب جماعت کو مطالبات تحریک جدید کی طرف خصوصی توجہ دلائی جائے اور مطالبات تحریک جدید کی اہمیت احباب جماعت پر واضح کرنے کا اہتمام فرمائیں۔ اور پھر اس بارہ میں اپنی مساعی کی رپورٹ بھی ارسال فرمائیں۔

۲۔ یوم تحریک جدید جو ۲۵۔ اکتوبر ۱۹۹۱ء کو منایا گیا تھا اس کی رپورٹ بھی ارسال فرمائیں۔ وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ

ولادت

مکرم ارشاد احمد خان صاحب مربی سلسلہ نوشہرہ کو اللہ تعالیٰ نے ۵۔ فروری ۹۲ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام محمد عمار احمد خان تجویز ہوا ہے جو محترم سلطان شیر خان صاحب سابق انسپکٹر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ کا پوتا اور محترم صوبیدار عبد الغفور خان صاحب آف نوشہرہ کا نواسہ ہے۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خادم دین بنائے۔

درخواست دعا

عزیزم برہان احمد ابن ڈاکٹر افتخار احمد صاحب بوجہ شدید نمونیہ اسلام آباد ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ احباب کرام ان کی مکمل صحت یابی کے لئے دعا کریں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

19 شہادت 1371 ہش — 19۔ اپریل 1992ء

تنظیم اور فرمانبرداری

نظام کی افادیت اور اہمیت سے تو کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کوئی تنظیم کامیابی سے چل رہی ہو تو سب سے پہلے اس بات کی طرف نظر جاتی ہے۔ منظم طریق پر چلائی جا رہی ہے۔ اس کا نظام بہت اچھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ نظام ہی وہ چیز ہے جس سے تنظیم منظم ہوتی ہے اور کامیابی سے ہمکنار۔ لیکن نظام کی بات کرتے ہوئے یا تو ایک بات آنکھوں سے اوجھل رہتی ہے یا ہم وقتی طور پر جان بوجھ کر اس کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ اور وہ بات ہے اطاعت۔ کوئی نظام اطاعت کے بغیر چل ہی نہیں سکتا ہر تنظیم میں کچھ لوگ حکم دینے والے ہوتے ہیں اور کچھ اس کو ماننے والے۔ بلکہ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حکم کا دینا اور اس کا ماننا ایک مرکب امر ہے۔ مرکب کا لفظ کچھ عجب سا لگا لیکن ہمارا مطلب یہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں کہ کوئی شخص حکم دینے والا ہے تو وہ صرف حکم دیتا ہی ہے لیتا نہیں۔ بات یہ ہے کہ ہر شخص جو تنظیم میں دوسروں سے اوپر ہے وہ حکم دیتا ہے۔ اور سوائے ایک شخص کے جو سب سے اوپر ہوتا ہے باقی سب حکم دیتے بھی ہیں اور لیتے بھی ہیں۔ اور اسی کا نام تنظیم ہے۔ اور یہی کامیابی کی ضامن ہے۔

اطاعت کے متعلق عام طور پر جو مشکل پیش آتی ہے۔ یہ ہے کہ دوسروں کے لئے تو ہم اسے لازمی قرار دیتے ہیں۔ جب ہماری اپنی باری آتی ہے تو حیلے بہانے تراشنے لگتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم حضرت امام جماعت الاوّل اللہ تعالیٰ آپ سے ہمیشہ راضی رہے کا ایک ارشاد پیش کرتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ابراہیمؑ۔ اور اسکی اولاد کو بہت بڑا ملک دیا مگر غور طلب امر یہ ہے کہ جڑ اس بات کی کیا ہے؟ کیا معنی وہ کیا بات ہے جس سے وہ انسان اللہ تعالیٰ کے حضور برگزیدہ ہوا اور معزز ٹھہرایا گیا۔ قرآن کریم میں اس بات کا ذکر ہوتا ہے جہاں فرمایا جب اس کے رب نے اسے فرمایا تو فرمانبرداری کر اس نے کہا کہ میں نے تمام جہانوں کے رب کی فرمانبرداری کی۔ جب ابراہیمؑ کے رب نے اس کو حکم دیا کہ تُو فرمانبردار بن جا تو حضرت ابراہیم عرض کرتے ہیں۔ میں رب العلمین کا فرمانبردار ہو چکا کوئی حکم نہیں پوچھا کہ کس کا حکم فرماتے ہو۔ کسی قسم کا تامل نہیں کیا۔ فرمانبرداری کے حکم کے ساتھ ہی معاً بول اٹھے کہ فرمانبردار ہو گیا۔"

دراصل فرمانبرداری اور اطاعت ہے ہی اس بات کا نام۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ایسے ہی فرمانبردار بنائے۔

کام، کام اور کام اور پھر کام
ہے یہ محنت یہی تو ہے آرام
زندگی ہے سفر، سفر چلنا
ہے سکوں بھی تو موت ہی کا نام

ابوالاقبال

افکارِ گوہر

رحم و کرم کی اس کی نظر دیکھتے رہے
ہم اپنے دردِ دل کا اثر دیکھتے رہے

وہ یار دل نشیں تھا دلوں کے حجاب میں
کیوں لوگ اسے ادھر ہی ادھر دیکھتے رہے

کیا جانے کس کا جلوہ نگاہِ فریں تھا
ہم رات بھر نگاہِ قمر دیکھتے رہے

جن کو تھا شوق منزلِ مقصود پا گئے
آرام خواہ رختِ سفر دیکھتے رہے

خاموش ہم مظالمِ دُنیا سہا کئے
اہلِ ستم ہمارا جگر دیکھتے رہے

آخر ہمارے صبر نے ان پر کیا اثر
وہ غم شریک ہو کے اثر دیکھتے رہے

ایماں کے شجر نے ہمیں دے دئے وہ پھل
جنّت کے ذکر میں جو ثمر دیکھتے رہے

فرقت کی رات اس کے تصوّر میں کٹ گئی
ہم شام ہی سے نورِ سحر دیکھتے رہے

اس کا کرم تھا اس نے مجھے تو چکھا دیا
اوروں کے تھے جو دستِ نگر دیکھتے رہے

گوہر نگاہِ یار تھی تم پہ لگی ہوئی
تم کس خیال میں تھے کدھر دیکھتے رہے

ذوالفقار علی خان گوہر

اسیرانِ راہِ مولیٰ کو دعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

ظالم یا مظلوم بھائی ؟

حضرت صاحبزادہ میاں مرزا بشیر احمد صاحب ایک حدیث کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

یہ لطیف فلسفۂ اخوت اور فلسفہ اخلاق کا ایک نہایت گراں قدر مجموعہ ہے۔ فلسفہ اخوت کا پہلو یہ ہے کہ ایک دینی بھائی کی مدد ہر حال میں ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم ہو۔ اخوت وہ چیز نہیں جسے کسی حالت میں بھی فراموش یا نظر انداز کیا جائے جو شخص ہمارا بھائی ہے وہ ہر صورت میں ہماری مدد کا مستحق ہے۔ اور اس کا ظالم یا مظلوم ہونا اسکے اس حق پر کسی طرح اثر انداز نہیں ہوسکتا۔ اسکے مقابل پر اس کے فلسفۂ اخلاق کا پہلو یہ ہے کہ خواہ ہمارا واسطہ غیر کے ساتھ ہو یا کہ بھائی کے ساتھ ہمارا ہر حال میں فرض ہے کہ دنیا سے ظلم اور بدی کو مٹائیں اور نیکی اور انصاف کو قائم کریں۔ کسی کے غیر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اس پر ظلم کریں اور کسی کے بھائی ہونے کے یہ معنے نہیں کہ ہم ایک ظلم میں بھی اسکے معین و مددگار ہوں اب غور کرو کہ بظاہر یہ دونوں باتیں ایک دوسرے سے کس قدر مخالف اور کتنی متضاد نظر آتی ہیں اگر ظالم بھائی کی مدد نہ کی جائے تو اخوت کی تاریں ٹوٹتی ہیں۔ اور اگر ظالم بھائی کی مدد کی جائے تو انصاف ہاتھ سے دینا پڑتا ہے۔ لیکن ان متوازی نہروں کو جو بظاہر ایک دوسرے سے جدا رہتی ہوئی نظر آتی ہیں۔ حکمت و دانش مندی کی ایک درمیانی نہر کے ذریعے اسطرح ملا دیا ہے کہ وہ گویا ایک جان ہو کر بہنے لگ گئی ہیں۔

اخوت ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جو کسی حالت میں ٹوٹنا نہیں چاہیئے۔ میرا بھائی خواہ اچھا ہے یا برا نیک ہے یا بد، ظالم ہے یا مظلوم، بہر حال وہ میرا بھائی ہے اور اسکی اخوت کی تاریں کسی حالت میں کاٹی نہیں جاسکتیں۔ لیکن خدا ظلم کی بھی اجازت نہیں دیتا اور دشمن تک انصاف کا حکم فرماتا ہے۔ اسلئے ان دو باتوں کو اس طرح ملاؤ کہ بھائی کی تو بہر حال مدد کرو لیکن اسکے ظالم ہونے کی حالت میں اپنی مدد کی صورت کو بدل دو۔ اگر وہ مظلوم ہے تو اسکے ساتھ ہو کر ظالم کا مقابلہ کرو۔ اگر وہ ظالم ہے تو اسکے ساتھ لپٹ کر اس کے ظلم کے ہاتھ کو مضبوطی کے ساتھ روکو اور اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے اس سے عرض کرو کہ بھائی ہر حال میں میں تمہارے ساتھ ہوں مگر "دین" ظلم کی اجازت نہیں دیتا اسلئے میں تمہارے ہاتھ کو ظلم کی طرف بڑھنے نہیں دوں گا۔ یہ وہ مقدس اصول ہے جو یہاں قائم کیا گیا ہے۔

یہ خیال کرنا جیسا کہ بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اس میں محض زور دینے کی خاطر خاص قسم کے الفاظ استعمال فرماتے ہیں ورنہ مقصد یہی ہے کہ اگر تمہارا بھائی مظلوم ہے تو اسکی مدد کرو اور اگر وہ ظالم ہے تو اسکے خلاف کھڑے ہو جاؤ بالکل غلط ہے۔ حکیمانہ الفاظ کے ساتھ گویا کھیلنے کے مترادف ہے۔ اگر منشا یہی ہوتا تو بڑی آسانی کے ساتھ کہا جاسکتا تھا کہ تم بہر حال ظلم کا مقابلہ کرو خواہ وہ تمہارے دشمن کی طرف سے ہو یا تمہارے بھائی کی طرف سے۔ لیکن ایسا نہیں بھائی بہر حال مدد کا مستحق ہے۔ ظلم کا بہر حال مقابلہ کرنا چاہیئے اگر بھائی مظلوم ہو تو اسکی مدد کرو اور اگر بھائی ظالم ہو تو مدد کی نوعیت کو بدل کر اسکے ظلم کے ہاتھ کو روکو۔ تاکہ اخوت بھی قائم رہے اور ظلم کا انسداد بھی ہو جائے۔ یہ وہ مرکب ہے جو پیش کیا گیا۔ خاص کر یورپ اور امریکہ کی کوئی ترقی یافتہ قوم بھی اس نظریہ کی بلندی کو نہیں پہنچ سکی۔ انہوں نے اگر کسی کے ساتھ اخوت کا عہد باندھا تو اس اخوت کے اکرام میں بے پناہ ظلم کا دروازہ کھول دیا۔ اور اگر خود بزعم خود کسی ظلم کے انسداد کے لئے اٹھے تو اخوت کے عہد کی دھجیاں اڑا دیں۔

بقیہ : ص۱ سے آگے

کی منتقل ہو سکے۔ کانپ جاتی ہے جیسے کوئی بڑا بھاری وزن کوئی کمزور اٹھانے کی کوشش کرے تو یہ دعا ہی بہت بھاری ہے لیکن اگر ہم غور کرنے والے ہوں اور اگر یہ دعا اٹھالیں تو دعا کے نتیجے میں جتنی ذمہ داریاں ہیں۔ اگر سچے دل سے اس دعا کو اٹھالیں تو وہ خدا خود اٹھا لیتا ہے یہ یقین ہے جو ایک (صاحب ایمان) کے دل میں ہونا چاہیئے اور اس یقین کے بغیر اس دعا کی ہمت بھی نصیب نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ ہم یہ دعا کرتے ہیں کہ اس طرح جن لوگوں نے تیری عبادت کو قائم کرتے اور تیری راہ میں خرچ کرنے کا عہد کیا اور پھر وفا کے ساتھ ان عہدوں کو نبھایا۔ ہمیں ان لوگوں کے رستے پر چلا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ اپریل ۱۹۹۱ء)

جو شخص نماز کے لئے گھر سے وضوء کر کے بیت الذکر میں آتا ہے اس کے ہر قدم سے ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور دوسرے قدم سے ایک درجہ ثواب کا بلند ہوتا ہے۔

محترم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب

ماں کی محبّت

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اپنی کتاب "میری والدہ" شائع کی تو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے "نذرِ محبت" کے عنوان سے فرمایا:۔

"مکرم چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحب نے اس مختصر کتاب میں اپنی والدہ صاحبہ (وفات یافتہ) کے دلکش اور موثر حالات لکھ کر صرف بیٹا ہونے کے حق کو ہی بصورت احسن ادا نہیں کیا بلکہ جماعت کی بھی ایک عمدہ خدمت سرانجام دی ہے۔ کیونکہ خدا کے فضل سے اس قسم کا لٹریچر جماعت کی اخلاقی اور دینی حالت کے بہتر بنانے میں بہت مفید ہو سکتا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست اس کتاب کو نہ صرف خود پڑھیں گے۔ بلکہ اپنے بچوں کو بھی اسکے پڑھنے کی تحریک کریں گے تاکہ ان ہر دو فریق کو ذات باری تعالیٰ کے ساتھ سچا اور حقیقی تعلق پیدا کرنے کے علاوہ اپنے گھروں میں اچھے والدین اور اچھی اولاد بننے کی طرف توجہ پیدا ہو۔ کیونکہ یہی اس کتاب کا بہترین جوہر ہے"۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی والدہ اور آپ کے والد محترم کیلئے دعا کی ہے۔ اور یہ بھی دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد کو اور ہم سب کو یہ توفیق عطا کرے کہ ہم اپنی زندگیوں کو رضائے الٰہی کے رستہ پر چلا کر خدمت دین اور خدمت خلق میں صرف کر سکیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔ حضرت چوہدری صاحب اپنی والدہ صاحبہ کی محبت کے سلسلے میں فرماتے ہیں۔ "والدہ صاحبہ کا دل نہایت ہی نرم اور شفیق تھا۔ اور خاص طور پر خاکسار شفقت کا مورد تھا۔ کچھ تو اس لحاظ سے والدہ صاحبہ کو خاکسار کے ساتھ خاص انس تھا کہ پانچ بچوں کی وفات کے بعد خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے رُشد تک پہنچنے کی مہلت عطا فرمائی۔ اور کچھ اس وجہ سے کہ چھوٹی عمر میں ہی خاکسار کو آشوب چشم کا عارضہ ہو گیا۔ اور اسکی یہ کیفیت ہو گئی کہ دس سال کی عمر سے لے کر سولہ سال کی عمر تک گرمیوں میں خاکسار بہت کم باہر نکل سکتا تھا۔ اور بعض دفعہ ہفتوں اندھیرے کمرے میں گذارنے پڑتے تھے۔ اس تمام عرصہ میں والدہ صاحبہ اکثر خاکسار کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ اس طرح خاکسار کو ان کی صحبت بھی خصوصیت سے میسر آتی تھی۔ اور پھر دل رابدل رہیست کے ماتحت خاکسار کو بھی معمول سے بڑھ کر ان کے ساتھ محبت ہوتی گئی۔ یوں تو ان کا دل محبت اور شفقت کا ایک جاری چشمہ تھا۔ جو اپنے اور پرائے کا امتیاز نہ جانتا تھا اور اپنے تمام متعلقین اور خصوصیت سے اپنی تمام اولاد کے ساتھ تو انہیں محبت کا گہرا تعلق تھا۔ خاکسار کے اور والدہ صاحبہ کے درمیان جو رشتہ تھا۔ اسکی کیفیات کو ہمارے دو دل ہی جانتے تھے۔ والدہ صاحبہ کو ہر عزیز سے جدائی بہت شاق گذرتی تھی۔ لیکن خاکسار سے جدائی کا برداشت کرنا انہیں بہت دشوار ہو جایا کرتا تھا۔ ۱۹۰۷ء میں جب خاکسار انٹرنس کا امتحان پاس کر کے گورنمنٹ کالج لاہور میں داخل ہوا اور پہلی دفعہ لمبے عرصہ کے لئے گھر سے باہر رہنا پڑا تو والدہ صاحبہ نے اصرار کیا کہ میں ہر ہفتہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا کروں۔ لیکن چونکہ ہر ہفتہ لاہور سے سیالکوٹ جانا مشکل تھا اسلئے خاکسار اوسطاً ہر دوسرے ہفتے ان کی خدمت میں حاضر ہو جایا کرتا تھا۔ ہر دفعہ واپس جاتے وقت تاکید فرمایا کرتی تھیں کہ لاہور پہنچتے ہی اپنے بخیریت پہنچ جانے کی اطلاع دینا۔ خاکسار پر انہیں حسن ظن بھی تھا۔

۱۹۱۰ء کی گرمیوں کی تعطیلات میں خاکسار بی اے امتحان کی تیاری کے لئے ایبٹ آباد چلا گیا۔ تعطیلات کے آخری حصہ میں رمضان کا مہینہ آ گیا۔ جب خاکسار تعطیلات کے آخر میں سیالکوٹ پہنچا تو والدہ صاحبہ نے خاکسار سے کہا کہ تمہارے والد قیاس کرتے تھے کہ تم نے روزے نہیں رکھے ہوں گے۔ لیکن میں باصرار کہتی رہی کہ میرے بیٹے نے ضرور روزے رکھے ہوں گے۔ اب بتاؤ کہ ہم دونوں میں سے کس کا قیاس درست تھا۔

میں نے عرض کیا کہ آپ کا قیاس درست ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام روزے رکھے ہیں۔ بلکہ آج بھی باوجود سفر کے میرا روزہ ہے۔

(اسوقت خاکسار کی عمر ۱۷ سال کی تھی ابھی خاکسار پر یہ واضح نہیں تھا کہ سفر کے دن رمضان کا فرض روزہ نہیں رکھنا چاہیئے)۔

ترسیل پرچہ جات انصار اللہ

انصار اللہ کے امتحان سہ ماہی اوّل ۱۹۹۲ء کے پرچے تمام مجالس کو بھجوا دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی مجلس میں ابھی تک نہ پہنچے ہوں تو زعیم صاحب دفتر ہذا سے منگوائیں۔ ہر مجلس کی اس امتحان میں بھرپور نمائندگی ضروری ہے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ پاکستان ربوہ)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبدالسمیع نون - ایڈووکیٹ - سرگودھا

جلسہ سالانہ قادیان
(تاثرات)

مجھے ۱۹۸۹ء اور ۱۹۹۰ء کے جلسہ ہائے سالانہ کے مواقع پر قادیان جانے کی سعادت نصیب ہوئی تھی۔ دسمبر ۱۹۹۰ء میں جلسہ سالانہ کے موقع پر حضرت سیدنا و مرشدنا ایدہ اللہ تعالیٰ کا پیغام محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے پڑھ کر سنایا تو اس میں حضور کی اس بے تاب تمنا کا ذکر تھا کہ حضور خود ۱۹۹۱ء کے صد سالہ جلسہ کے موقع پر قادیان تشریف لا کر اس میں شرکت فرمانا چاہتے ہیں۔ ہجر کی طویل راتوں اور گھپ اندھیروں میں رہنے والوں نے دور افق پر روشنی کی ایک لکیر دیکھی تو خوف و رجا نے سامعین کو تو گویا تڑپا ہی دیا۔ حضرت صاحب کا پیغام پڑھتے پڑھتے صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب خود بھی جذبات سے مغلوب ہو گئے اور بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پا کر سامعین سے اپنی طرف سے ایک دعا کی درخواست کی اور بیٹھ گئے۔ درخواست دعا یہ تھی کہ

"دعا کریں کہ حضور تشریف لا دیں اور میں بھی زندہ رہوں۔"

یہ تو سامعین میں سے ہر ایک کی دعا بن گئی۔ حاضرین نے بلک بلک کر حضور کی تشریف آوری کے لئے اور خود اس بابرکت موقع پر دارالامان میں حاضر ہونے کے لئے دعائیں مانگیں۔

اس دعا کا منظر دیدنی تھا اور اس میں ایسا اضطرار پیدا ہو گیا تھا جو قبولیت کی علامت بن گیا۔ دوران سال حضور کی قادیان میں تشریف آوری کے متعلق ملے جلے قیاسات کئے جاتے رہے۔ آخر وہ مبارک گھڑیاں آ گئیں جب حضور کی قادیان کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کا یقین ہو گیا۔ بظاہر حالات ناسازگار تھے لیکن کیونکر ممکن ہو گیا۔ اس کی نسبت کسی قیاس آرائی یا بحث کی ضرورت ہی نہیں بس قادر خدا نے چاہا کہ ایسا ہو اور ایسا ہو گیا۔

"جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے۔

پاکستانی احمدیوں کو اپنے محبوب امام سے بچھڑے ۷-۸ سال کا عرصہ ہوا تھا جبکہ ہندوستانیوں نے تو اپنے سب سے پیارے وجودوں کے فراق میں ۴۵ سال کا طویل عرصہ گذار دیا اور کئی اپنے آقا و مرشد سے ملے بغیر ہی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔

ہمارا قافلہ ۲۲ دسمبر کی رات کے بارہ بجے کے قریب دارالامان پہنچا۔ رات ایک بجے تک ہم اپنی قیام گاہوں میں پہنچ گئے۔ علی الصبح باجماعت نماز تہجد جو مقامی وقت کے مطابق ۵ بجے سے ۶ بجے تک ہوتی تھی۔ اس کی تیاری کے لئے ۳ بجے سے ہی جوق در جوق لوگ بیوت میں جانا شروع ہو جاتے تھے۔ مرد حضرات بیت الاقصیٰ میں اور خواتین بیت المبارک میں نمازیں ادا کرتیں۔ بیت اقصیٰ میں عجیب روح پرور نظارے دیکھنے میں آئے کبھی راز و نیاز کبھی آہ و بکا۔ یہ صبر و رضا کے متوالے جن کے دل زخموں سے چور تھے لیکن کیا مجال جو کبھی زبان پر شکوہ کا کوئی حرف آئے۔ جب اللہ کے حضور فریاد کناں ہوئے تو سارے بند ٹوٹ گئے اور گویا دل کھول کر عالم الغیب والشہادہ آقا کے آگے رکھ دیئے کہ اس مالک سے کیا چھپانا۔ بیت الاقصیٰ میں نمازوں کے اوقات میں قلب و روح کو آستانہ الٰہی پر ایسی وجدانی کیفیت میں پگھل کر بہتے دیکھا کہ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔

نمازیں ادا ہوئیں پھر حضور اسی راستے اسی طرح سلام محبت اور دعائیں دیتے اور انوار بکھیرتے واپس تشریف لے گئے حضور جلسہ گاہ میں تقاریر کرنے اور نمازیں پڑھانے کے لئے "الدار" سے پیدل ہی تشریف لے جاتے اور حضور کے جلو میں خدام بھی۔ حضور بہت تیز چلتے جبکہ خدام تو بے چارے پیچھے رہ رہ جاتے اور دوڑ دوڑ کر ہی ہمراہی کا شرف حاصل کرتے۔ مجھے حضور کی تیز رفتاری سے حضور کے اور ہمارے سب کے آقا و مرشد کا واقعہ یاد آیا کہ جب حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی پہلی بار حضور کی زیارت کے لئے گئے تو حضور چلہ کشی اور دعائیں کرنے کے لئے غالباً ہوشیار پور تشریف لے گئے ہوئے تھے اور خادم کو ہدایت تھی کہ میں یکسوئی سے دعائیں کروں گا۔ ملاقاتیں نہیں ہوں گی۔ مولوی برہان الدین صاحب نے بہتیری منت سماجت کی کہ میں جہلم سے آیا ہوں۔ صرف زیارت کرنا ہے مگر خادم نہ مانا کہ اسے تاکیدی ارشاد ایسا ہی تھا۔ آخر جب خادم کسی کام سے دروازے سے ہٹا تو مولوی جہلمی صاحب نے جھانک کر کمرے کے اندر سے حضور انور کی زیارت کر لی اور اس وقت سیدنا حضور تیز تیز کمرے میں ٹہل رہے تھے مولوی صاحب جہلم واپس آئے تو لوگوں نے پوچھا مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی کہا۔ نہیں ملاقات تو نہیں ہوئی۔ انہیں دیکھ آیا ہوں۔ وہ نورانی شکل کے ہیں اور تیز تیز چلتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے ان کو بہت دور جانا ہے۔ الغرض حضرت صاحب کا اتنا تیز قدم بھی حضور کی منزل کی دوری اور اس پر جلد جلد پہنچنے کی خواہش کو ظاہر کر رہا ہے۔

۲۳ دسمبر کی شب بیت الاقصیٰ میں سرگودھا ڈویژن کی جماعتوں کی بھی اجتماعی ملاقات تھی۔ قریباً پون گھنٹہ حضور کے قرب میں بیٹھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضور کے رخ انور پر نگاہیں جمی رہیں خوشی اور مسرت کے آنسوؤں نے کبھی کبھی وہ تصویر دھندلا کر ہمارا حق مارا مگر آنکھوں کی اور آنکھوں کے پانی کی بھی بے بسی تھی۔ کتنی طویل انتظار کے بعد یہ رخ زیبا انہیں دیکھنا نصیب ہوا تھا۔

ہم نے قادیان کے گلی کوچوں میں اس کی بیوت میں بیت الفکر اور بیت الدعا میں اور پھر اس باغ اور قبرستان میں اس کے اور حضرت کے نقوش پا کو تلاش کیا۔ اس مٹی کے ذروں نے اس کے قدم چومے تھے۔ عجیب مستی اور وارفتگی کا عالم تھا۔ مادی دنیا کا بندہ اسے سمجھ نہیں سکتا۔ وہ تو اسے ایک مجنون ایک پاگل کی حرکت قرار دے گا۔ مگر مجھے یہ جنون اور یہ دیوانگی ہزار فرزانگی سے عزیز ہے۔

حامد مقصود عاطف

قادیان کی ایک ناقابل فراموش یاد

انسان اپنی زندگی میں بہت سارے سفر کرتا ہے۔ مگر بعض سفر ایسے ہوتے ہیں جو کہ بہت یادگار ہوتے ہیں۔ ایسا ہی ایک سفر خاکسار کو گذشتہ سال کرنے کا موقع ملا اور وہ تھا قادیان دارالامان کا سفر۔ کس زبان سے کس طریق سے میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کروں کہ جس نے مجھ حقیر کو اس پاک بستی میں قدم رکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔

قادیان میں جس چیز کا سب سے زیادہ مجھ پر اثر ہوا وہ وہاں کے غیر مسلم احباب کی طرف سے حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ کیلئے محبت کا جذبہ تھا۔ اگر ہم کسی وقت حضور کی زیارت کے لئے کوشاں ہوتے تو ان کی خاموش نگاہیں اس بات کا تقاضا کرتیں کہ ہمارا حق نہیں کیا۔ کیا ہم آگے نہیں بڑھ سکتے۔

ایک واقعہ عرض کروں گا خاکسار کی ڈیوٹی چند سکھ احباب کے ساتھ تھی جلسہ کے بعد خاکسار ان میں سے ایک کے ساتھ دارالضیافت کے سامنے سے گذر رہا تھا تو یکدم اعلان ہوا کہ حضور تشریف لا رہے ہیں احباب ایک طرف ہو جائیں۔ میں تو خیر ایک طرف ہو ہی گیا۔ ڈیوٹی پر موجود دوست نے حفاظت کو مدنظر رکھتے ہوئے ذرا سختی سے اس سکھ دوست کو پیچھے ہٹایا۔ تو انہوں نے زبان سے تو کچھ نہ کہا مگر میں نے ان کی آنکھوں میں آنسو تیرتے ہوئے دیکھے۔ اسی وقت حضور تشریف لے آئے اور ہاتھ ہلاتے ہوئے نعروں کی آوازوں میں تشریف لے گئے۔ تب وہ سکھ دوست مجھ سے کہنے لگے "چلو جی پنجویں دفعہ وی درشن ہو گئے نیں حضرت صاحب دے"۔ اس بات کو سن کر میں اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکا۔ اور فرط جذبات سے مغلوب ہو کر میں نے ان کو اپنے سینے سے لگا لیا اور چونکہ میں ان کے جذبات کو سمجھ رہا تھا اس وجہ سے ان کے آنسو جو آنکھوں میں تیر رہے تھے وہ چھلک پڑے۔ اسوقت کی کیفیت کو لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے۔ بس یوں معلوم ہوتا ہے کہ ایک خواب تھا جو گذر گیا۔

دوسری بات ایک کیفیت ہے جو مجھ پر گذری وہ ایسے کہ خاکسار جب قادیان گیا تو معلوم ہوتا تھا کہ صدیوں سے یہیں رہ رہا ہوں۔ کوئی ماضی نہیں کوئی مستقبل نہیں۔ ازل سے یہیں ہوں اور ابد تک یہیں رہوں گا۔ نہ کہیں سے آیا ہوں نہ کہیں جانا ہے۔ بس اسی بستی میں آنکھ کھولی ہے اور یہیں بند ہو گی۔ یہ کیفیت چند دن تک رہی۔ ۳۰ دسمبر کو یکدم خاکسار کو ایک دوست ملے جو کہ جڑانوالہ (جہاں خاکسار بطور مربی تعینات رہا) سے تعلق رکھتے تھے۔ فرمانے لگے "مربی صاحب واپس کب جا رہے ہیں؟ ان الفاظ سے مجھے اچانک معلوم ہوا کہ زمین الٹ گئی ہے۔ یا آسمان گر رہا ہے۔ اسوقت یہ عقدہ کھلا کہ میں تو کہیں اور سے آیا ہوں اور وہیں واپس جانا ہے۔ بس اسکے بعد کے دو دن بہت ہی غم میں کٹے۔ ہر وقت اسی خیال کو جھٹلاتا کہ میں نے کہیں واپس جانا ہے مگر حقیقت کو کون جھٹلا سکتا ہے۔ پھر آخر کار جب ۲ جنوری ۹۲ء کو ہم لوگ واپس آئے تو معلوم ہوا کہ وہ واقعی ایک خواب تھا جو تقریباً ۱۳، ۱۴ دنوں پر محیط تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بشیر احمد رفیق - لندن

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی یاد میں

اچھا استاد بھی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک عظیم نعمت ہے۔ اچھا استاد مل جائے تو ساری زندگی برکتوں سے بھر جاتی ہے۔ انبیاء اور اولیاء بھی اساتذہ ہی ہوتے ہیں۔ جو دنیا میں روحانی انقلاب لاتے ہیں اور اپنے پیچھے لاکھوں شاگرد چھوڑ جاتے ہیں۔ جو ان سے اخذ کردہ علوم و معارف کو دنیا بھر میں پھیلانے کا سبب بن جاتے ہیں۔

میں اپنے آپ کو اس لحاظ سے بے حد خوش نصیب تصور کرتا ہوں کہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجھے ایسے اساتذہ نصیب ہوئے جنہوں نے اپنی عظمتِ کردار اور تبحرّ علمی کا ایک انمٹ نقش خاکسار کی طبیعت پر چھوڑا۔ ان اساتذہ میں سے آج کی صحبت میں ایک خاص استاد کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ اور وہ ہیں حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری۔

بچپن سے حضرت مولانا صاحب کا ذکر سنتا چلا آیا تھا۔ اپنے والد صاحب سے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی معرکۃ الآراء تقاریر کا ذکر بارہا سنا اور الفرقان بھی دیکھنے کا کثرت سے موقع ملتا رہا۔ لیکن حضرت مولانا صاحب سے ذاتی تعارف حاصل نہ کر سکا۔ ۱۹۵۳ء میں جب خاکسار بی۔ اے پاس کرنے کے بعد حضرت امام ثانی اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو کی خدمت میں بسلسلہ وقفِ زندگی حاضر ہوا۔ تو حضور نے جامعہ میں داخل ہونے کا ارشاد فرمایا۔ اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کے نام ہدایت بھجوائی کہ خاکسار کو جامعہ میں داخل کیا جائے۔ حضرت مولانا ان دنوں جامعہ کے پرنسپل تھے۔ اگلے دن جب میں حضرت مولانا صاحب سے ملنے کے لئے جامعہ جانے کی تیاری کر رہا تھا تو بہت خوفزدہ تھا۔ حضرت مولانا صاحب کی عظیم شخصیت۔ تبحّر علمی اور اعلیٰ کردار کے پیش نظر اپنی کم مائیگی اور کم علمی کو دیکھ کر خوف محسوس ہو رہا تھا۔ بہر حال خاکسار ان کی خدمت میں حاضر ہو گیا آپ دفتر میں تشریف فرما تھے۔ خاکسار نے جھک کر سلام کہا۔ آپ مجھے دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ چہرے پر دلنواز مسکراہٹ ظاہر ہوئی اور مجھے کرسی پر بیٹھنے کا ارشاد فرمایا۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا اور عرض کیا کہ حضور نے مجھے آپ کے پاس بھجوایا ہے۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ مجھے عربی زبان کس قدر آتی ہے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ بی۔ اے تک میں نے انگریزی اور فارسی زبانیں پڑھی ہیں۔ عربی زبان سے بالکل نابلد ہوں۔ البتہ قرآن کریم کا سادہ ترجمہ کسی حد تک جانتا ہوں۔ حضرت مولوی صاحب نے نہایت شفقت سے فرمایا۔ فکر نہیں۔ ہم آپکو عربی سکھائیں گے۔ تم کو محنت کرنا ہو گی اور چونکہ حضور آپ کو جامعہ سے فارغ التحصیل کرانا چاہتے ہیں اس لئے ہم پوری کوشش کریں گے کہ تم کو دیگر طلباء جامعہ کے ساتھ ساتھ چلا سکیں۔

یہ تھا میرا حضرت مولانا صاحب سے پہلا ذاتی تعارف۔ اس کے بعد حضرت مولانا صاحب کی شفقتوں اور محبتوں کا ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ جاری ہو گیا۔ آپ نے میرے لئے ایک الگ کلاس قائم فرمائی۔ جس کا خاکسار ہی ایک طالب علم تھا۔ اور دو سال تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ خاکسار درجہ ثالثہ میں دوسرے طلباء کے ساتھ ساتھ چلنے کے قابل ہو گیا۔

حضرت مولانا صاحب کے اوصاف حمیدہ میں سے سب سے نمایاں وصف مہمان نوازی کا تھا۔ میں طالب علم تھا لیکن حضرت مولانا صاحب کی مہمان نوازی سے بارہا لطف اندوز ہوا۔ آپکو اکیلے کھانا کھانے میں مزہ نہیں آتا تھا۔ ایک دفعہ میں لندن سے صرف ایک ہفتہ کے لئے ربوہ گیا۔ حضرت مولانا صاحب ربوہ سے کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ واپسی سے ایک دن پہلے آپ واپس ربوہ آ گئے۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ کل شام کھانے پر آؤ۔ میں نے معذرت کی کہ کہیں اور مدعو ہوں۔ فرمانے لگے دوپہر کے کھانے پر آجاؤ۔ میں نے عرض کیا دوپہر کو بھی مدعو ہوں۔ فرمانے لگے پھر ناشتہ پر آجاؤ۔ میں نے عرض کیا۔ حاضر ہو جاؤں گا۔ ناشتہ کیا تھا مکمل کھانا تھا۔ بھنا گوشت۔ مرغ انڈے۔ پراٹھے۔ لسی۔ دہی۔ چائے۔ کباب اور اصرار کر کے ہر چیز کھانے کو فرمایا۔

کبھی دفتر ملاقات کے لئے حاضر ہوتا تو کبھی ایسا نہ ہوا کہ چائے پلائے بغیر جانے دیا ہو۔ ایک دفعہ گرمی کے موسم میں یاد فرمایا۔ میں حاضر ہوا تو ایک بالٹی آگے کر دی جس میں آموں کو برف میں لگایا ہوا تھا۔ اور فرمایا۔ کہیں سے آ گئے تھے۔ میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میرے ساتھ بیٹھ کر کھاؤ۔

میں پرائیویٹ سکرٹری تھا۔ آپ تشریف لائے اور فرمایا کہ مہمان دور دور سے آتے ہیں ان کی تواضع چائے، شربت سے کرنی چاہیئے۔ میں نے عرض کیا۔ بجٹ میں گنجائش نہیں۔ آپ خاموش ہو گئے۔ اوپر ملاقات کے لئے چلے گئے۔ واپس آ کر آپ کا چہرہ خوشی سے تمتما رہا تھا فرمانے لگے میں نے حضور سے عرض کیا کہ حضور کے ملاقاتیوں کی مہمان نوازی میں بجٹ حائل ہے حضور نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور نوٹوں کی ایک مٹھی بھر کر دی اور فرمایا چائے شربت بسکٹ کا روزانہ انتظام کیا جائے اور جب بھی رقم کی ضرورت ہو مجھ سے آ کر لے لیا کرو۔ کسی باقاعدہ منظور شدہ بجٹ کی ضرورت نہیں۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ رقم خاکسار کو دی اور خاکسار نے یہ انتظام شروع کر دیا۔ رقم حضرت مولوی صاحب حضور سے لے کر فراہم کرتے رہے آپ کی مہمان نوازی سے صرف خاکسار ہی مستفید نہیں ہوا۔ سینکڑوں ہزاروں احباب کو ایسے تجارب ہوئے۔

حضرت مولوی صاحب خود اگر علم کا سمندر تھے تو چاہتے تھے کہ ان کے شاگرد بھی علم کے اس سمندر کے غوّاص بنیں جامعہ میں خاکسار نے داخلہ لیا تو اس سے قبل کسی حد تک مضامین لکھنے کا خاکسار کو شوق تھا۔ اور کالج کے میگزین "المنار" کے حصۂ اردو کی ادارت بھی کی تھی۔ لیکن علمی مضامین لکھنے کا کبھی اتفاق نہ ہوا تھا جامعہ کے پہلے ہی سال میں حضرت مولوی صاحب نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ انکے رسالہ الفرقان کے لئے مضامین لکھے۔ اور بار بار حوصلہ افزائی فرماتے رہے اور جب خاکسار نے ایک دو مضامین پیش کئے تو فرمایا۔ تم لکھتے رہو اور اس بات کی پرواہ نہ کرو کہ یہ الفرقان میں شائع ہونے کی قابل ہیں یا نہیں۔ انہیں قابل اشاعت بنانا میرا کام ہے۔ چنانچہ خاکسار کے مضامین الفرقان اور الفضل میں شائع ہونے شروع ہوئے۔ جو محض حضرت مولوی صاحب کی خاص توجہ کا نتیجہ تھے۔ خاکسار لندن آیا تو بھی آپ کا اصرار جاری رہا کہ مضمون بھیجو کچھ عرصہ بعد محض میری حوصلہ افزائی کی خاطر خاکسار کو رسالہ الفرقان کے ادارۂ تحریر میں شامل کر لیا۔ اور متواتر چار پانچ سال خاکسار کا نام اس کے ٹائیٹل پر ادارۂ تحریر میں چھپتا رہا۔ آپ کی مثال ایک ایسے روشن چراغ کی تھی جو خود تو روشن تھا ہی لیکن اس سے سینکڑوں اور چراغ بھی روشن ہوتے چلے گئے۔

آپ میں لطیف مزاح کی حس بھی موجود تھی۔ یعنی خشک عالم نہ تھے بلکہ پاکیزہ لطائف و مزاح سے لطف اندوز ہوتے تھے اور کبھی خود بھی لطیفہ وغیرہ سنایا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں بیٹھنے کا ایک خاص تجربہ مجھے یہ ہوتا تھا کہ آپکی مجلس میں بیٹھنے کے دوران اور اٹھنے کے بعد بھی دیر تک طبیعت میں انبساط و شادمانی کی کیفیت رہتی تھی۔ ایک دفعہ کلاس میں پڑھاتے کے دوران آپنے فرمایا کہ مجھے تو ایسے طلباء اچھے لگتے ہیں جو مجھ سے ایک ذاتی گہرا اور بے تکلفی کا تعلق قائم کر لیتے ہیں اور فرمایا کہ ہم تو اپنے استاد حضرت مولوی روشن علی صاحب سے اس قدر بے تکلف تھے کہ اکثر ان سے قرض بھی مانگ لیا کرتے تھے۔ اور آپ بلا کسی سوال کے پوچھنے کے رقم دے دیا کرتے تھے۔ تین چار دن کے بعد میں آپکی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دس روپے بطور قرض مانگے۔ آپ نے رقم دے کر فرمایا تمہیں یہ رقم کیوں چاہیئے۔ میں نے عرض کیا۔ کیا حضرت مولوی روشن علی صاحب آپ سے یہ سوال کیا کرتے تھے۔ تو خوب ہنسے اور فرمایا تم میرا امتحان لینے آئے تھے۔ میں نے رقم واپس کی تو فرمایا۔ اسے چائے وغیرہ میں استعمال کر لو۔

ان کی کس کس بات کو یاد کروں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے خوبصورت اور دلکش چہرہ اور مناسب قد و قامت تو عطا کیا ہی تھا۔ آپ اپنے جسم کو صاف شفاف لباس سے بھی مزین رکھتے تھے۔ لباس کی صفائی کا نہ صرف خود خیال تھا۔ طلباء پر بھی نظر رکھتے تھے۔ اور کسی کو میلا لباس پہنے دیکھتے تو اسے مناسب انداز میں سمجھاتے کہ نظافت ایمان کا حصہ ہے۔ میں نے کبھی آپ کے لباس کو میلا نہیں دیکھا۔ اور نہ ہی شکن آلود۔

ہماری تربیت کے لئے اس بات کا خاص اہتمام فرماتے تھے کہ ہم روزانہ نمازیں بیت المبارک میں حضرت امام ثانی کے پیچھے پڑھیں اور مجالس عرفان میں بھی شامل ہوا کریں۔ اس بات کی نگرانی فرماتے کہ اگر کوئی طالب علم ان مجالس میں شریک نہ ہوتا تھا تو اسے بلا کر اس پر ان مجالس کی اہمیت واضح

باقی صـ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات ـــ نون۔ سین

میخائل گورباچوف ـــ یلسن

گذشتہ روز میخائل گورباچوف سابق صدر سوویت یونین نے کہا کہ وہ روس کے صدر بورس یلسن کے اس نظریہ سے اتفاق کرتے ہیں کہ روس میں ایک مضبوط حکومت ہونی چاہیئے۔ لیکن انہوں نے مزید کہا کہ روسی رہنما کی اقتصادی اور ملک کی حفاظت کے سلسلے میں پالیسیوں سے انہیں اختلاف ہے یہ بات انہوں نے ایک فرانسیسی روزنامہ "لبریشن" کو انٹرویو دیتے ہوئے کہی۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ وہ آمریت کے تو سراسر خلاف ہیں لیکن وہ اس بات کے حق میں ہیں کہ حکومت مضبوط ہاتھوں میں ہونی چاہیئے اس کے بغیر اصلاحات کا جاری کرنا ممکن نہیں ہوتا انہوں نے کہا کہ میں صدارتی طریق حکومت کا پرستار ہوں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ صدارت کے ہاتھ میں اتنے حقوق دے دیئے جائیں کہ وہ آمر بن جائے۔ بہر حال اتنے حقوق ضرور ہونے چاہئیں جو اس کے ہاتھ مضبوط کریں اور جو اصلاحات وہ ضروری سمجھے اسے رائج کر سکے۔

میخائل گورباچوف نے مزید کہا کہ سوویت یونین پر خاصی تنقید کی گئی ہے لیکن میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ اس وقت سوویت یونین کی ریاستوں میں اتنے خطرناک اختلافات نہیں تھے جتنے اب ہیں۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ ہم جنگ کو پسند نہیں کرتے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اب فوج کے ساتھ کیا ہو رہا ہے اور اس طرح اقتصادی رجحانات نیچے کی طرف جا رہے ہیں۔ یہی وہ باتیں ہیں جن کے پیش نظر میں صدر یلسن پر تنقید کرتا ہوں۔ میخائل گورباچوف نے مزید کہا کہ اس میں تو کچھ شک نہیں کہ سوویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ سے مجھے تکلیف ہوئی ہے لیکن میں ان لوگوں کے ساتھ اتفاق نہیں کرتا جو اسی نظام کو واپس لانا چاہتے ہیں۔ اب اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ سابقہ سوویت یونین کی ریاستوں کے آپس میں تعلقات کو مضبوط سے مضبوط تر کیا جائے تاکہ الگ الگ ہونے کے باوجود وہ ایک اکائی نظر آئیں۔

گذشتہ دسمبر میں گورباچوف کو سوویت یونین کا عہدہ چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا تھا۔ اب وہ ایک سیاسی تحقیقاتی فاؤنڈیشن کے سربراہ ہیں۔ ان پر بھی یہ تنقید کی گئی تھی کہ وہ روس کی ایک متحدہ فوج بنانا چاہتے ہیں۔ میخائل گورباچوف نے کہا کہ وہ یلسن کی اقتصادی اصلاحات سے اصولی طور پر تو متفق ہیں۔ لیکن جس طرح ان کو عمل میں لایا جا رہا ہے اس سے وہ اختلاف رکھتے ہیں۔ یہ بات تو درست ہے کہ ایک آزاد مارکیٹ کی طرف اقتصادیات کو لے جانا چاہیئے اور زندگی کے تمام شعبوں کو اس کے ساتھ منسلک رہنا چاہیئے۔ لیکن اگر پیداوار مہیا کرنے والوں کے ساتھ اصلاحات کی ہم آہنگی نہ ہو اور اگر یہ اصلاحات کمزوروں کی طاقت نہ بن سکیں اور غریبوں کو غربت سے نہ نکال سکیں تو یقیناً یہ ایک بہت بڑی غلطی ہوگی۔

عراقی تنصیبات

عراق نے اپنے میزائل شمالی علاقوں میں اہم مقامات پر نصب کر دیئے ہیں۔ اور ایسا کرنے سے جن خطرات کے بڑھ جانے کا امکان ہے۔ ان کے پیش نظر برطانیہ نے اپنے ان جہازوں سے جو ترکی میں ہیں کہا ہے کہ وہ ہوشیار اور چاق و چوبند رہیں۔ مطلب یہ ہے کہ عراق کے یہ میزائل کسی وقت بھی اور کسی طرف بھی حملہ کر سکتے ہیں۔ ان میزائلوں کے مختلف جگہوں پر رکھے جانے کی اطلاع اتحادیوں کے جہازوں کے کپتانوں نے دی تھی جو حال میں اس علاقے میں اڑان پر مصروف تھے۔ اور کام ان کا یہ تھا کہ وہ دوسرے جہازوں کی آمد و رفت پر نظر رکھیں۔ برطانوی وزیر اعظم مسٹر جان میجر نے امریکہ کے جائنٹ چیف آف سٹاف جنرل پاول کو بتایا ہے کہ برطانیہ کا یہ خیال ہے کہ عراق کا اس طرح میزائل کو ادھر ادھر کرنا اتحادیوں کے جہازوں کے لئے خطرہ پیدا کر سکتا ہے۔ اور ہمیں یہ سوچنا پڑے گا کہ ہمیں مستقبل قریب میں کیا کچھ کرنا چاہیئے۔ جہاں تک عراق کی موجودہ حالت کا تعلق ہے۔ برطانیہ اب بھی سمجھتا ہے کہ عراق پر فوجی حملے کا امکان ہے۔ اگرچہ عام طور پر جو اطلاعات مل رہی ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ عراق اقوام متحدہ کی اس پارٹی سے پوری طرح تعاون کر رہا ہے جو زیادہ خطرناک اسلحہ کو تباہ کرنے کے لئے اس وقت عراق میں موجود ہے۔

افغانستان میں خورونوش کی قلت

افغانستان میں خورد و نوش کی اشیاء کی قلت انتہا کو پہنچ گئی ہے اور اسی کے پیش نظر سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ بطروس غالی نے عالمی برادری سے اپیل کی ہے کہ وہ جہاں تک ہو اس سلسلے میں افغانستان کی مدد کریں۔ فوری طور پر تیس ہزار میٹرک ٹن خوراک درکار ہے۔ اور جن لوگوں کے لئے یہ خوراک درکار ہے ان کی تعداد دس لاکھ بتائی جاتی ہے۔ گذشتہ روز (سوموار) سیکرٹری جنرل نے اس بات پہ زور دیا کہ جلد از جلد ایکشن لینے کی ضرورت ہے۔ تاکہ مزید انسانی جانوں کا نقصان نہ ہو۔ اور انہوں نے یہ بھی کہا کہ اس موقعہ پر جب کہ وہاں کا مسئلہ حل ہونے والا ہے۔ اگر حالات ایک دفعہ پھر خراب ہو گئے تو سیاسی طور پر بھی خاصا نقصان ہوگا۔ اب افغانستان کا سیاسی حل نظر آ رہا ہے۔ اور امید کی جاتی ہے کہ عنقریب یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ پاکستان نے دس ہزار ٹن گندم افغانی دار الخلافہ بھیج دی ہوئی ہے۔ اور یہ اقدام اس وقت کیا گیا جب اقوام متحدہ نے اس بات کی یقین دہانی کرائی کہ یہ خوراک غریب لوگوں ہی میں تقسیم کی جائے گی اور حکومت کے کارندوں کو نہیں دی جائے گی نہ ہی فوج میں کام کرنے والے لوگوں کو۔ جس وقت سیکرٹری جنرل اقوام متحدہ نے یہ اپیل جاری کی وہ جنیوا میں تھے وہاں انہیں بتایا گیا کہ افغانستان میں خورد و نوش کی اشیاء کی قلت انتہا کو پہنچ گئی ہے۔ اگرچہ یہ قلت متأثر تو سارے ملک کو کر رہی ہے لیکن کابل اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کو خاص طور پر متأثر کرتی ہے۔ سیکرٹری جنرل نے کہا کہ ہو سکتا ہے حالت اور بھی زیادہ خراب ہو جائے اور جو سیاسی حل قریب سے قریب تر آ رہا ہے اس میں مشکلات پیدا ہو جائیں۔

تحقیقات ـــ کمیونسٹ پارٹی کے فنڈز

سابقہ کمیونسٹ پارٹی کے مالی معاملات کی تحقیقات کے لئے جو کمیشن مقرر کیا گیا ہے اس کے سامنے گذشتہ روز سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف نے ۲ گھنٹے تک بیان تحریر کروایا۔ روسی ٹیلیویژن نے اس کے متعلق ایک مختصر سا بیان نشر بھی کیا اور انہیں ایک مجسٹریٹ کے کمرے میں بیان دیتے ہوئے دکھایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ میں اس سلسلے میں جو معلومات مہیا کر سکوں گا اس سے مجھے خوشی ہوگی۔

ایسے لگتا تھا کہ مسٹر گورباچوف بڑے اطمینان کے ساتھ اپنا بیان قلمبند کروا رہے ہیں جب پراسیکیوٹر کے نمائندے سے پوچھا گیا کہ گورباچوف کا بیان کیسا تھا تو انہوں نے اس کے متعلق اپنے خیال کے اظہار سے گریز کیا۔ البتہ اتنا کہا کہ اس بات کا امکان ہے کہ گورباچوف کو دوبارہ مزید بعض باتوں کی وضاحت کے لئے بلایا جائے۔ اس کمیشن کے سامنے بیان دینے کی ضروریات کے پیش نظر گورباچوف پر کوئی پابندی عائد نہیں کی گئی کہ وہ سفر اختیار نہ کریں وہ عنقریب جاپان جانے والے ہیں جس رقم کے متعلق خاص طور پر تحقیقات ہو رہی ہے وہ ۵۵، سے ۱۸۰، ارب ڈالر تک کی رقم ہے۔ پوچھا یہ جا رہا ہے کہ یہ رقم کس طرح خرچ کی گئی تھی۔ مسٹر گورباچوف سے پہلے کئی اور سیاست دان خاص طور پر وہ لوگ جو سوویت کمیونسٹ پارٹی میں بڑے بڑے عہدیدار تھے اپنے بیانات رقم کروا چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ عنقریب میخائل گورباچوف کے سب سے قریبی مددگار الیگزینڈر یاکولو YAKOV LEV اور ایڈورڈ شیورناڈزے کے بیانات قلم بند کئے جائیں گے۔

یہ عجیب بات ہے کہ جب تک کوئی شخص برسر اقتدار رہتا ہے اس کی مالی حیثیت پر کوئی اعتراض نہیں کیا جاتا اور جب وہ اپنے عہدہ سے الگ ہو جاتا ہے تو فوری طور پر جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اس نے ملکی مالیات سے کیا سلوک کیا۔ کئی دیگر ممالک میں بھی ایسا ہو چکا ہے کیا ایسا ممکن ہے کہ کسی شخص کے برسر اقتدار ہوتے ہوئے بھی احتساب کا کوئی ایسا عمل جاری رہے کہ جب وہ اقتدار سے الگ ہو تو کسی نئی بات کے سامنے آنے کا امکان نہ ہو۔

بازیافتہ پرس عید کے دن ربوہ سٹیشن سے مشرق میں ایک پرس ملا ہے۔ اسمیں کچھ رقم بھی ہے۔ جنکی ہو وہ نشانی بتا کر مندرجہ ذیل پتہ پر آ کر لے لیں۔

سلطان بشیر خان
۹/۶ دار العلوم غربی ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بچّوں کا کالم

نونہالان جماعت

پیارے بچو! اللہ تعالیٰ آپ کو صحت و سلامتی سے رکھے اور احمدیت کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ خدا کرے کہ آپ اپنے ماحول میں نیکی پھیلانے والے ہوں اور اس طرح معاشرے کو جس میں ہم سب زندگی بسر کرتے ہیں۔ اسے بہتر سے بہتر بنا سکیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:

گناہ اور غفلت سے پرہیز کے لئے اس قدر تدبیر کی ضرورت ہے جو حق ہے تدبیر کا۔ اگر دعا کرے۔ جو حق ہے دعا کا۔ اگر ہم اس بات کو پوری طرح سمجھ لیں کہ حضور نے کیا ارشاد فرمایا ہے تو ہم اپنی ساری زندگی کو بہتر بنا سکتے ہیں اور کامیابیوں کو قریب سے قریب تر لا سکتے ہیں۔ جہاں تک غفلت کا تعلق ہے یہ بات ہم سب کو اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری ناکامیوں کی وجہ ہماری غفلت ہوتی ہے۔ وقت پر ہم کام نہیں کرتے اور جب وقت گذر جاتا ہے تو اس کام کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ آپ نے طالب علموں کو بھی دیکھا ہوگا بعض ان میں سے ایسے ہوتے ہیں جو سارا سال غفلت کرتے ہیں پڑھائی کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ جب امتحان سر پر آجاتے ہیں تو پڑھنا شروع کرتے ہیں اور پھر ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ اپنا سارا کورس یاد کر سکیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ ایسے طالب علم اکثر کامیاب نہیں ہو پاتے۔ اگر وہ غفلت نہ کرتے اور سارا سال پڑھتے رہتے تو یقیناً امتحان کے قریب انہیں کوئی دقت نہ پیش آتی اور وہ کامیاب بھی ہو جاتے لیکن اس کے ساتھ ہی ایک اور بات کی بھی بہت زیادہ ضرورت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم دعا بھی کریں ہم دعا یہ کریں کہ اللہ تعالیٰ ہماری محنت کا اجر عطا کرے اور ہمیں کامیابی سے نوازے لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ دعا کس طرح کارگر ہوگی۔ دعا کرتے رہنے سے ہمارے دل کو حوصلہ ملے گا اور ہمارے کام کا طریق صحیح طریق ہوگا۔

آپ جانتے ہیں کہ بعض طالب علم پڑھتے بھی ہیں اور انہیں کچھ نہیں آتا انکے پڑھنے کا طریق درست نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق عطا فرمائے تو صحیح طور پر پڑھا جا سکتا ہے اور پوری محنت کے ساتھ پڑھنے کا نتیجہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کامیابی کی صورت میں ملتا ہے۔ پس آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ارشاد سے یہ بات پلے باندھ لیں کہ غفلت نہیں کرنی اور کام میں مصروف رہنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی ہے کہ وہ ہمیں صحیح طریق پر کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضرت سیدنا فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ تعلیم کی طرف نوجوانوں کو متوجہ کرنے کے لئے مختلف اوقات میں ارشاد فرماتے رہتے تھے۔ ایک موقعہ پر آپ نے فرمایا کہ سیکرٹریان تعلیم و تربیت کو چاہیئے کہ وہ ایک دوسرے سے مشورہ کرکے اس قسم کے تمام عیوب کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ جو جماعت میں پائے جاتے ہیں۔ خصوصاً نوجوانوں اور بچوں کی کی اصلاح کی طرف انہیں توجہ کرنی چاہیئے اور ماں باپ کو اس بات کا ذمہ دار ٹھہرانا چاہیئے کہ وہ اپنے بچوں کو نمازیں پڑھائیں چھوٹے چھوٹے مسائل سکھائیں۔ مثلاً ہاتھ دھو کر کھانا کھانا چاہیئے۔ سب تعریف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ پاک ہے یہ فقرات پڑھتے رہنا چاہیئے اس بات کی عادت ڈالنی چاہیئے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد کی جائے۔

حضور فرماتے ہیں کہ اگر بچپن میں ہی ایسا ہو جائے تو بڑی عمر میں ایمان اتنا مضبوط ہو جائے گا کہ اگر انہیں کوئی ٹھوکر بھی لگے گی تو وہ ٹھوکر ان کو بے ایمان نہیں کرے گی۔ حضرت فضل عمر کے اس ارشاد سے ہم سب کو اور خاص طور پر بچوں کو وہ سبق حاصل کرنا چاہیئے کہ وُہ ہمیشہ اچھی اچھی باتیں کریں۔ اسی کا نام (-) ہے اور اس اصلاح کے لئے جو باتیں نہایت ضروری ہیں۔ ان میں نماز کا پڑھنا شامل ہے۔ اور چھوٹے چھوٹے مسائل کا سیکھنا بعض باتیں بظاہر چھوٹی ہوتی ہیں۔ لیکن ان کے نتائج بڑے نکلتے ہیں۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں اندازہ بھی نہیں ہوتا کہ اس بات کا اتنا بڑا نتیجہ نکلے گا۔ پس ہمیں چاہیئے کہ ہم ہر چھوٹی چھوٹی بات کی طرف توجہ دیں۔ یہ معلوم کرنے کی کوشش کریں کہ یہ بات ہمیں کس طرح کرنی چاہیئے اور پھر جس طرح ہمیں بتایا جائے اسی طرح کریں

عزیزہ بشریٰ نذیر نے الفضل کے سٹاف اور الفضل کے تمام قارئین کو ڈھیروں ڈھیر دعائیں دی ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ہر موقعہ پر کامیابیاں عطا کرے عزیزہ یہ بھی کہتی ہے کہ وہ تمام بچوں کو مشورہ دیتی ہیں کہ وہ حضور انور کی خدمت میں خط لکھا کریں۔ اسیران راہ مولا کے لئے دعا کیا کریں کہ اللہ تعالیٰ انہیں جلد رہائی عطا فرمائے۔ اسی طرح وہ یہ بھی کہتی ہیں کہ ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی نمازوں کو زندہ کریں وقت کی قدر کریں۔ پیار و محبت سے مل جل کر زندگی بسر کریں محتاجوں کی مدد کریں۔ تعلیمی میدان میں سبقت لے جانے کی کوشش کریں اور صبر کے عادی ہوں اے خدا تو ہمیں ایسا ہی بنا دے۔

عزیزہ قیصرہ ربی لکھتی ہیں کہ کتاب اہل علم کا باغ ہے مطالعہ اس کی سیر اور حکمت اس کے گل ہائے خوشبودار ماں باپ کی خوشنودی دنیا میں موجب دولت اور عاقبت میں باعث نجات ہے۔ کم کھانا صحت ہے کم بولنا حکمت ہے اور کم سونا عبادت ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ہم سب کو چاہیئے کہ سلسلہ کی تاریخ کا مطالعہ کرتے رہیں ہمیں معلوم ہونا چاہیئے کہ کب، کون سا واقعہ کس طرح وقوع پذیر ہوا۔

٥ آپ نے شائد یہ لطیفہ سنا ہو کہ ایک شخص خواب میں گائے بیچ رہا تھا۔ اس لطیفے کو کسی شخص نے بدل کر یوں کر دیا ہے کہ ایک آدمی رات کو خواب میں آم بیچ رہا تھا۔ خواب میں ہی اس کے پاس ایک گاہک آیا اور پوچھا آم کیا بھاؤ ہیں تو اس نے جواب دیا بارہ روپے کلو۔ گاہک نے کہا دس روپے لگالو۔ اس وقت اس آدمی کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا چلو دس روپے ہی دے دو۔

بقیہ : ص۵ سے آگے

فرماتے اور نہایت دلنشیں انداز میں اسے شامل ہونے کی نصیحت فرماتے۔ ربوہ میں بعد نماز عصر ایک لمبے عرصہ تک حضور کی مجلس عرفان لگتی تھی۔ ایک دفعہ حضور نے خاکسار کو ارشاد فرمایا کہ اگلے ہفتہ مجلس عرفان کے دوران عربی میں تقریر کرے۔ خاکسار کو عربی کہاں آتی تھی۔ ہاتھ پاؤں سن ہو گئے۔ مجلس ختم ہوئی تو حضرت مولانا نے یاد فرمایا۔ اور متبسم ہو کر فرمایا۔ کیوں اسقدر گھبرا گئے ہو۔ میرے پاس آجانا۔ آپ نے مجھے تقریر لکھوائی اور فرمایا اسے اچھی طرح یاد کر لو۔ اور پھر مجھے آکر سناؤ۔ اور ہرگز گھبرانا نہیں عربی اسی طرح آئے گی۔ پھر اپنا ایک واقعہ سنایا کہ کس طرح جب وہ مدرسہ احمدیہ کے طالب علم تھے اور عمر بھی چھوٹی تھی۔ آپ کو عبد الحق پادری کے مقابل پر مباحثہ کے لئے بھجوایا گیا۔ اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے نتیجہ میں آپ کو کامیابی نصیب ہوئی فرمایا کرتے تھے کامیابی کے حصول کیلئے اولین شرط دعا ہے۔ جو طالب علم یا مربی دعاؤں میں لگا نہیں رہتا وہ کامیابی کا منہ بھی نہیں دیکھتا۔

اپنے شاگردوں کو میدانِ عمل میں دیکھ کر بہت خوشی محسوس کرتے تھے۔ خاکسار کو جب صدر صاحب لائبیریا نے لائبیریا بطور انکے مہمان کے جانے کی دعوت دی تو حضرت مولوی صاحب خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ مجھے اصرار سے لکھا کہ صدر صاحب کے ساتھ تصاویر انہیں بھی بھجواؤں۔ جنہیں وہ الفرقان میں شائع کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے بعض تصاویر رسالہ میں نمایاں جگہ پر شائع کر دیں اور مجھے ایک پیار احوصلہ افزائی کا خط لکھا۔

جماعت سے وابستگی اور فدائیت اور امام جماعت کی تحریک پر فوری عمل پیرا ہونے کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ جب حضرت امام جماعت ثانی نے وقف جدید کا آغاز فرمایا اور جماعت سے واقفینِ زندگی مانگے تو حضرت مولانا نے اپنی کل نرینہ اولاد حضور کی خدمت میں وقف کر دی۔ اللہ تعالےٰ نے ان کی اس قربانی کو نوازا۔ اور ان کے ایک فرزند کو لائبیریا میں ایک لمبے عرصہ تک خدمت دین کی توفیق دی اور دوسرے بیٹے کو بیت الفضل لندن کی امامت کے منصب پر فائز کر دیا۔ آپ کے ایک داماد کو حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک ملک کے فاتح کا خطاب دیا تو دوسرے داماد کو اللہ تعالےٰ نے مجالس انصار اللہ انگلستان کا صدر بنایا۔ اور اس طرح جیسے آپکی زندگی بھر خواہش رہی کہ آپ کی اولاد اللہ کی راہ میں وقف ہو اللہ تعالےٰ نے پوری کر دی۔

داستان لمبی ہے اور جگہ کم اس لئے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔ اللہ تعالےٰ حضرت مولوی صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ آپ کی اہلیہ محترمہ اور بچوں پر اپنے افضال کی بارش نازل فرمادے اے خدا تو ایسا ہی کر۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ملکی خبریں

○ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ فوج کو آئینی کردار سونپنا میرا کام نہیں ہے کسی کے آئینی کردار کا تعین کرنا قومی اسمبلی کا کام ہے۔ انہوں نے کہا کہ لیبیا کے خلاف پابندیوں کے لئے عالمی برادری کا ساتھ دیں گے۔ لیکن ہم کوشش کریں گے کہ ہماری طرف سے پابندیاں کم سے کم ہوں اور رویہ بھی نرم ہو۔

○ چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ نے کہا ہے کہ سرکاری محکموں میں سرخ فیتہ کی وبا بڑھتی جا رہی ہے۔ اور انتظامی مشینری میں اس رجحان کو روکنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی جا رہی۔

○ حکومت امتحانات کے موجودہ نظام میں تبدیلیاں کر رہی ہے۔ اور سمسٹر سسٹم کو دوبارہ رائج کرنے پر غور کیا جا رہا ہے۔ نقل کی روک تھام کے لئے چھوٹے سنٹر ختم کر کے بڑے امتحانی سنٹر قائم کئے جائیں گے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کہا ہے کہ اگر امتحانات کی ساکھ ایک دفعہ متاثر ہو گئی تو سارا سسٹم ہی تہہ و بالا ہو جائے گا۔

○ وزیر اعظم پاکستان نے کہا ہے کہ میں میرٹ کی قبر پر اپنی پُرشکوہ سیاسی عمارت نہیں بناؤں گا۔ پاکستان کو آگے بڑھنا ہے تو سارے نظام میں انقلابی تبدیلی لانا ہو گی۔ موجودہ فرسودہ نظام مستحق باصلاحیت لوگوں کو کبھی آگے بڑھنے نہیں دے گا۔ اس لئے ہر شعبے میں میرٹ کا منصفانہ نظام نافذ کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں۔

○ پشاور میں اپوزیشن جماعتوں کے ایک مظاہرے کے دوران اے این پی کے لیڈر بشیر بلور کی ڈنڈوں سے پٹائی کر دی گئی۔ دونوں طرف کے کارکنوں میں تصادم کے نتیجہ میں چار افراد زخمی ہو گئے۔

○ صدر پاکستان نے کہا ہے کہ کمزوری جارحیت کو دعوت دیتی ہے اس لئے ہمیں اسلحہ سازی میں خود کفالت حاصل کرنی ہو گی۔ انہوں نے کہا کہ حالات کا تقاضا ہے کہ زرعی و صنعتی ترقی کے ذریعہ قومی وسائل میں اضافہ کر کے عام آدمی کی ضروریات زندگی کو بہتر طور پر پورا کیا جائے۔

○ شیخوپورہ میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں اور پولیس کے درمیان تصادم ہو گیا محاذ آرائی ۱۴ گھنٹے تک جاری رہی اس دوران پورے شہر میں خوف و ہراس پھیلا رہا۔ تمام کاروباری مراکز بند رہے۔ اور شہر میں تمام معمولات زندگی معطل ہو کر رہ گئے۔

○ سانگلہ ہل میں سینکڑوں زمینداروں نے کھاد کی قیمت میں اضافے کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جلوس کے شرکاء نے مہنگائی کا پتلہ جلایا اور حکومت کے اس اقدام کی پر زور مذمت کی۔

○ دیر (صوبہ سرحد) میں ہزاروں مشتعل افراد نے مہنگائی کے خلاف جلوس نکالا اور احتجاجی مظاہرہ کیا مظاہرین نے محصول چونگی پر حملہ کر کے اس کا سامان نذر آتش کر دیا سڑکوں پر ٹائر جلا کر ٹریفک بند کر دی گئی۔ جلوس کی قیادت آئی۔ جے آئی۔ اے این پی۔ اور پیپلز پارٹی کے رہنماؤں نے کی۔

○ پاکستان ریلوے نے نارووال لاہور اور نارووال شکر گڑھ سیکشن پر مزید چار ریل گاڑیاں ۱۵ اپریل سے بند کر دی ہیں۔ یاد رہے کہ ریلوے پچھلے دو ماہ میں چھ ریل گاڑیاں پہلے ہی بند کر چکی ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ افغانی کمانڈر احمد شاہ مسعود گروپ کابل سے صرف ۲۵ کلومیٹر دور رہ گیا ہے اور آخری حملے کی تیاری کر رہا ہے۔ اطلاعات کے مطابق احمد شاہ مسعود گروپ کے مجاہدین کا منحرف سرکاری فوجیوں سے ڈھیلا ڈھالا اتحاد ہے۔

○ بی بی سی نے بتایا ہے کہ شمالی افغانستان سے مجاہدین کی کابل کی جانب پیش قدمی جاری ہے اور مجاہدین کابل سے پندرہ میل سے بھی کم فاصلے پر ہیں۔

○ بھارت نے سابق صدر نجیب اللہ کو کابل سے نئی دہلی لانے کی کوشش کی جو ناکام بنا دی گئی۔

○ رشین کانگریس نے سابق رشین سوویت ریپبلک کا نام بدل کر نیا نام رشین فیڈریشن رشیا" رکھ دیا ہے۔

درخواستِ دعا

عزیزہ امۃ القدوس شاکرہ بنت مکرم رانا عبد الرب خان صاحب (عقب فضل عمر ہسپتال) شدید بیمار ہے۔ احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ عزیزہ کی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

ڈیلر —— پاک فین

رشید الیکٹرک سٹور

ریلوے روڈ۔ ربوہ

ہمارے ہاں سامان وائرنگ، ٹیوب لائیٹ برقی مدھانی، واشنگ مشین، پنکھا موٹر

دستیاب ہیں

کیا آپ کے بچے صحت مند ہیں؟

اپنے پھولوں سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کسی قسم کی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

۱۔	بے بی ٹانک (دودھ پیتے بچوں کیلئے)	۱۲/-	BABY TONIC
۲۔	بے بی گروتھ کورس (دس سال تک کے بچوں کیلئے)	۳۰/-	BABY GROWTH COURSE
۳۔	کمزوری جسم کورس (نوجوانوں کیلئے)	۱۰۰/-	BODY BUILDING COURSE
۴۔	چھوٹا قد کورس (۵ سال سے ۲۰ سال تک کی عمر کیلئے)	۱۰۰/-	DWARFISHNESS COURSE
۵۔	بول بستری کورس	۳۵/-	BED URINE COURSE
۶۔	مٹی چھوڑ کورس	۲۰/-	MITI CHOUR COURSE
۷۔	سوکھا پن کورس (بچوں کا)	۵۰/-	MARASMAS COURSE
۸۔	آہستہ دانت نکالنا کیور	۲۰/-	SLOW DENTITION CURE
۹۔	بے ترتیب دانت کیور	۲۰/-	IRREGULAR TEETH CURE

● ڈاکٹرز اور سٹاکسٹس کیلئے معقول کمیشن ● تین صد یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی۔
● مندرجہ ذیل سٹاکسٹس سے خرید فرمائیں یا براہ راست بذریعہ ڈاک ہم سے منگوائیں۔
● لاہور:۔ کیور یٹو سٹورز اچھرہ شاپنگ سنٹر اچھرہ ● فیصل آباد:۔ کریم میڈیکل ہال گول امین پور بازار
● راولپنڈی:۔ شبیر میڈیکو: بالمقابل کنٹونمنٹ ہسپتال صدر ● پشاور:۔ ہومیو میڈیکل سنٹر نزد ڈاکخانہ سکندر پورہ پشاور شہر ● کوئٹہ:۔ ہومیو پیتھک ڈاکٹر بشارت احمد دکان ۲۴ خوجک روڈ پشین اڈہ ● ملتان:۔ ہومیو ڈاکٹر الطاف حسین ملک صدر بازار
● کراچی:۔ صدر میڈیکل سٹور بالمقابل ایمپریس مارکیٹ صدر کراچی ● حیدر آباد:۔ ابنِ سینا میڈیکل سٹور گاڑی کھاتہ ● سیالکوٹ:۔ ڈان ڈرگ ہاؤس ریلوے روڈ۔
● گوجرانوالہ:۔ کیوریٹو میڈیسن سرو سنز گلی حاجی عبد العزیز باغبانپورہ۔

کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ ربوہ
فون ۷۷۱، ۶۰۶

مقدمی دواؤں میں مشہورہ آفاق

حبّ اٹھرا

سو گولی تیس روپے۔ مکمل کورس ۱۲۰/- روپے

نیراں

نرینہ اولاد کی مشہور دوا ۱۲۰/- روپے

زود جام عشق

تیس گولی —— ۹۰/- روپے

مشہور دواخانہ رجسٹرڈ گوجرانوالہ پاکستان